فرمانِ مصطفیٰ ﷺ ہے

والدین تیری جنت و دوزخ ہیں

(سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۶۶۲)

والدین کا مقام و مرتبہ

مع

حقوق الوالدین

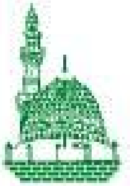

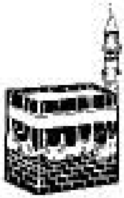

بانی و سرپرست اعلیٰ

حضرت مولانا محمد بشیر فاروق قادری

سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ

از قلم

مفتی محمد راشد القادری

اسلامک ریسرچ اسکالر [illegible] سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ

[illegible]

سیلانی ویلفیئر ٹرسٹ کے زیر اہتمام ہونے والی محافل کی FREE ALERT حاصل کرنے کے لئے

FOLLOW SAYLANIWELFARE لکھ کر 40404 پر (SMS) ایس ایم ایس کریں

اس کے بعد آپ کو حضرت مولانا محمد بشیر فاروق قادری صاحب کی تمام دینی محفلوں کی اطلاع ملتی رہے گی

آزاد پبلشرز ۵۶۔ اردو بازار کراچی

☎ : 32631639, 32620178 FAX : (92-21) 3262765

E-mail : azadpublishers@gmail.com website : www.azadpublishers.com

انتساب

ہم اس کتاب کو سرور دو جہاں شاہِ کون و مکاں ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس کا ثواب بالخصوص سرکار ﷺ اور آپ ﷺ کی ساری امت کے لئے ایصال کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے امتِ مسلمہ کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں اس کتاب کا کوئی حصہ الیکٹرانی، میکانی، فوٹو کاپی، ریکارڈنگ یا اور کسی طریقے یا شکل میں پبلشرز کی پیشگی اجازت کے بغیر نہ تو نقل اور نہ کسی طریقے سے محفوظ یا منتقل کیا جا سکتا ہے۔

کتاب ----- والدین کا مقام و مرتبہ مع حقوق الوالدین

بانی و سرپرست اعلیٰ -- حضرت مولانا محمد بشیر فاروق قادری

مؤلف ----- مفتی محمد راشد القادری

کتاب ڈیزائنگ -- سید سمیر حسین

ٹائٹل ڈیزائنگ -- محمد راحیل عطاری

ناشر ------- آزاد پبلشرز 56 اردو بازار کراچی

Website : www.azadpublishers.com

تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے صدقے وطفیل یہ کتاب بنام ﴿والدین کا مقام و مرتبہ مع حقوق الوالدین﴾ منظر عام پر آرہی ہے۔

یہ کتاب درحقیقت موجودہ دور کے نوجوانوں کے لیے ایک تحفہ ہے۔صاحب کتاب مفتی محمد راشد القادری صاحب نے اس کتاب میں قرآن وحدیث کی روشنی میں والدین کا مقام و مرتبہ اوران کے حقوق کو اصلاحی اور عام فہم انداز میں بیان کیا ہے۔جو واقعات وحکایات سے مزین ومعمور ہے۔اورایک روایت ہی اس کتاب کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے کافی ہے جو کتاب میں سرفہرست موجود ہے۔جیسا کہ روایت میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ والدین کا اولاد پر کیا حق ہے فرمایا کہ وہ دونوں تیری جنت اوردوزخ ہیں۔یعنی ان کو راضی رکھنے میں جنت ملے گی اور ناراض رکھنے سے اولاد دوزخ کی مستحق ہوجائے گی۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اوراس کے مصنف مفتی محمد راشد القادری کے علم،عمل اور عمر میں مزید برکتیں اور ترقیاں عطا فرمائے۔اوراپنے پیارے حبیب کریم ﷺ تمام انبیائے کرام علیہم السلام،صدیقین،شہداء وصالحین رضی اللہ عنہم اجمعین کے صدقے وطفیل ہمیں اپنے عقائد،اعمال واحوال کی اصلاح کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے، اوراس کتاب کو ہمارے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین یارب العلمین)

العارض

محمد لعبتین فاروق قادری

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
01	(واقعہ:۱) دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں والد کی شکایت	05
02	خلاصۂ آیت مع مفہومِ آیت	08
03	نگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں بوڑھے والدین کا ادب	09
04	ہر شریعت میں والدین سے احسان کرنے کا حکم	10
05	خلاصۂ آیت مع مفہومِ آیت	10
06	والدین سے بھلائی کی وصیت	11
07	خلاصۂ آیت مع مفہومِ آیت	11
08	(واقعہ:۲) کیا والدین کی بھی قدر ہے؟	11
09	والدین کا شکر گزار رہنے کی تاکید	15
10	خلاصۂ آیت مع مفہومِ آیت	16
11	(حکایت:۱) کبھی بچے بھی اصلاح کا باعث بن جاتے ہیں	16
12	(حکایت:۲) جیسی کرنی ویسی بھرنی	19
13	(واقعہ:۳) خدمتِ والدین چٹانوں کو ہٹانے والا کام ہے	20
14	حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی خدمتِ والدہ	21
15	والدین کی خدمت دخولِ جنت کا سبب ہے	21
16	(واقعہ:۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پڑوسی	22
17	والدین ناراض ہوں تو ہجرت بھی قبول نہیں	23
18	خدمتِ والدین میں حج، عمرہ اور جہاد کا ثواب ہے	23
19	جنت ماں کے قدموں تلے ہے	24
20	عمر و رزق میں اضافہ	24
21	عمر میں اضافے کی مثال	25
22	اللہ کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے	25
23	والدین کو گالی دینا گناہِ کبیرہ ہے	26
24	والدین تیری جنت و دوزخ ہیں	26
25	جنت و دوزخ کے دروازے	26
26	والدین پر ہر نظر کا ثواب حجِ مبرور کے برابر ہے	27
27	والدین کے وصال کے بعد اولاد کیا کرے؟	27
28	والدین کے وصال کے بعد کس کے ساتھ احسان کریں؟	28
29	والدین کے نافرمان سے متعلق چند روایات	28
30	والدین کے نافرمان کی مغفرت نہیں	31
31	ماخذ و مراجع (Bibliography)	32

(واقعہ:۱) دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں والد کی شکایت:

والدین کے مقام و مرتبہ کو سمجھنے کے لیے دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں پیش آنے والے ایک واقعہ سے اپنی گفتگو کا آغاز کرنا چاہتا ہوں۔ اس واقعہ کے مفہوم کو اپنے الفاظ میں بیان کرتا ہوں۔ ایک شخص اپنے والد کی شکایت لے کر دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہوا اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! میرے والد، میرا مال اور میری چیزیں مجھ سے پوچھے بغیر خرچ کر لیتے ہیں۔ (یعنی میرے والد سے اس سلسلے میں سوال ہونا چاہیے جبکہ مال و دولت بیٹے کی کمائی کی ہے۔)

آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا اپنے والد کو بلا کر لاؤ۔ (جب اس کے والد کو پتا چلا کہ اسکے بیٹے نے حضور ﷺ سے شکایت کی ہے تو انہوں نے دل ہی دل میں کچھ اشعار پڑھے۔) اس سے پہلے کہ اس کے والد حضور ﷺ کے پاس پہنچتے حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ جب اس کے والد آئیں تو پہلے اُن سے کہیں وہ اشعار سنائیں جو اُنہوں نے دل میں پڑھے اور زبان تک نہیں آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کو سن لیا۔

جب اس کے والد حاضر ہوئے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ اشعار سناؤ جو تم نے دل میں پڑھے، تمہارے کانوں نے نہیں سنا۔ وہ کہنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم! (آپ کے اس رب پر، وہ کیسا رب ہے جس نے میری دل کی بات کو بھی سن لیا۔) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: پہلے وہ سناؤ پھر تیرے مقدمہ کا فیصلہ ہوگا۔

تو اس نے کہا کہ میں نے بڑے درد اور دکھ کے ساتھ یہ کہا تھا: اے میرے بیٹے! میں نے تیرے لئے اپنا سب کچھ لگا دیا۔۔۔۔ جب تو گود میں تھا تو میں اس وقت بھی تیرے لئے

پریشان رہا۔۔۔اور جب تو سوتا تھا تو ہم تمہارے لئے جاگتے تھے۔۔۔تو روتا تھا تو ہم بھی تیرے لئے روتے تھے۔۔۔۔میں سارا دن تیرے لئے خاک چھانتا تھا اور روزی کماتا تھا۔۔۔اپنی جوانی کو گرمی میں جھلساتا تھا۔۔۔کبھی خزاں کے تھپیڑوں سے اسے پٹواتا تھا۔۔۔مگر تیرے لئے گرم روٹی کا میں ہر حال میں انتظام کرتا تھا۔۔۔کیونکہ میں چاہتا تھا کہ میرے بیٹے کو روٹی ملے، چاہے مجھے ملے نہ ملے۔۔۔میں چاہتا تھا تمہارے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رہے، چاہے میرے آنسوؤں کے سمندر بہہ جائیں۔۔۔۔جب کبھی تو بیمار ہو جاتا تھا تو ہم تیرے لئے تڑپ جاتے تھے۔۔۔۔جب تو فقط پہلو بدلتا تھا تو ہم ہزار وسوسوں میں مبتلا ہو جاتے تھے۔۔۔(کہ نہ جانے کیا ہو گیا میرا بیٹا کیوں کروٹیں بدل رہا ہے) تیرے رونے پر ہم بے قرار ہو جاتے تھے۔۔۔تیری بیماری ہماری کمر توڑ دیتی تھی۔۔۔ہمیں مار دیتی تھی۔۔۔ایسا لگتا تھا کہ تم بیمار نہیں ہوئے ہم بیمار ہو گئے ہیں۔۔۔ہم درد سے کراہتے تھے۔۔۔تمہاری ہائے ہائے پر ہماری ہائے نکلتی تھی۔۔۔ہر وقت، ہر پل، یہ ڈر لگا رہتا کہ کہیں میرے بیٹے کی جان نہ نکل جائے۔۔۔اس طرح میں تجھے پروان چڑھاتا رہا۔۔۔اور تجھ میں جوانی رنگ بھرتی رہی۔۔۔اور میری جوانی گھٹتی رہی۔۔۔اور یوں میں بڑھاپے کی دہلیز پر آ پہنچا۔۔۔تو مجھے تیرے سہارے کی ضرورت پڑی۔۔۔جب کہ تو بنا سہارے کے چل سکتا ہے۔۔۔تو اب میرے دل میں یہ تمنا ہوئی کہ جس طرح میں نے تیری کفالت کی اس بڑھاپے میں تو میری کفالت کرے گا۔۔۔جس طرح میں نے تیرے ناز اٹھائے تھے اب تم بھی میرے ناز اٹھاؤ گے۔۔۔لیکن تیرا لہجہ بدل گیا۔۔۔تیری آنکھ بدل گئی۔۔۔ تیرے تیور بدل گئے۔۔۔تو مجھے یوں سمجھنے لگا جیسے میں تیرے گھر کا نوکر ہوں۔۔۔تو مجھ سے یوں کلام کرنے لگا جیسے میں تیرا زر خرید غلام ہوں۔۔۔تو یہ بھی بھول

گیا کہ میں نے تجھے کس محبت و شفقت سے پالا تھا۔۔۔ تیرے لئے کیسے جاگا تھا۔۔۔ کس طرح رویا، تڑپا اور مچلا تھا۔۔۔ آج تو میرے ساتھ وہ کر رہا ہے جو ایک آقا اپنے نوکر کے ساتھ بھی نہیں کرتا۔۔۔ اگر تو مجھے بیٹا بن کر نہیں دکھا سکتا اور مجھے اپنے باپ کا مقام نہیں دے سکتا تو کم از کم ایک پڑوسی کا ہی درجہ دے دے۔۔۔ کہ ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کا حال تو پوچھ ہی لیتا ہے لیکن تم تو بات میں بھی بُخل کرتے ہو۔۔۔

یہ اشعار اتنے دردناک ہیں ان کا تلفظ اتنا غم و اندوہ میں ڈوبا ہوا ہے کہ اُس باپ کے دکھ، وورد، اس کی تکلیف کو اس کیفیت کو کماحقہ لفظوں میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔

بس ہم صرف اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب یہ اشعار ختم ہوئے تو سردار دوجہاں حضورﷺ کی چشمانِ کرم میں آنسو تھے، آپﷺ نے اس نوجوان سے فرمایا اٹھ جاؤ میری مجلس سے،

اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیکَ

تم بھی اور تمہارا مال بھی تمہارے باپ کا ہے۔(۱)

اس حدیث سے ماں باپ کی محبت اور ان کے اپنے بچوں سے جذباتی تعلق اور کیفیت کا پتہ چلتا ہے اسی لئے تو قرآن میں کہا گیا ہے کہ اپنے ماں باپ کو اُف تک نہ کہو۔ کیونکہ والدین اولاد کے معاملے میں بہت حساس ہوتے ہیں۔ اولاد کا ان کے سامنے صرف اُف کہہ دینا ان پر پہاڑ بن کر گرتا ہے، پھر اولاد کی بدسلوکی، حکم عدولی ان کے دل کو توڑ کر رکھ دیتی ہے۔ اولاد کا والدین کو توجہ نہ دینا ان پر ہر آفت سے بڑھ کر ناگوار گزرتا ہے۔ لہذا ہمیں

---

(۱) المعجم الاوسط للطبرانی، باب المیم، من اسمہ محمد، رقم: ٦٥٧٠

چاہیے کہ جس طرح والدین نے بچپن میں محبت و شفقت کے ساتھ ہمیں پال پوس کر بڑا کیا ہماری ہر طرح دیکھ بھال کی، اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم و تربیت دی، بہترین پرورش کی، کاش ہم بھی ادب و محبت، عاجزی و انکساری کے ساتھ ان کے سامنے جھکے رہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ○

”اور تمھارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف نہ کہو اور نہ انھیں جھڑکو اور ان سے بڑی عزت کے ساتھ بات کرو اور نرمی ورحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دعا کیا کرو کہ اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ انہوں نے شفقت و محبت سے بچپن میں مجھے پالا“۔(۱)

خلاصۂ آیت مع مفہومِ آیت:

(۱) صرف اللہ کی عبادت کرو (۲) والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو (۳) والدین سے اُف تک نہ کہو (یعنی ان کے سامنے خاموش رہو اور حکم مانو) (۴) والدین کو جھڑکو نہیں، دھتکارو نہیں (۵) والدین سے بہت ادب و احترام، تعظیم و تکریم کے ساتھ بات کرو (۶) والدین کے سامنے محبت و نرمی، عاجزی و انکساری سے جھک کر رہو (یعنی اکڑ کر غصے و بدتمیزی

---

(۱) سورۂ بنی اسرائیل، آیت : ۲۳ / ۲۴

سے بات مت کرو) (۷) والدین کے لیے دعا کرتے رہو۔

اللہ کا یہ حکم یہ درس تو اپنے والدین سے متعلق تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ادب دوسروں کے والدین کا بھی ہے۔ جیسا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی زندگی سے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے درس ملتا ہے۔

نگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں بوڑھے والدین کا ادب:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے موقع پر اپنے بوڑھے والد ابوقحافہ (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) کو لے کر سرکار دوعالم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا، اے ابوبکر! تم نے اپنے بوڑھے باپ کو کیوں تکلیف دی؟ میں خود ان کے پاس آجاتا۔ تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، ان کا یہاں حاضر ہونا ہی زیادہ مناسب تھا۔ رسولِ اکرم نے ابوقحافہ کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا، اے ابوقحافہ! اسلام قبول کرلو سلامتی کو پالوگے۔ تو سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔(۱)

یعنی دوسروں کے والدین کی قدر کرنا، بوڑھوں کی عزت و تعظیم کرنا خود ہمارے نبی کریم ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے۔

اور مذکورہ واقعہ میں جہاں تک اولاد کے مال و دولت پر والدین کے اختیار کی بات ہے تو فیصلہ مالک کون و مکاں ﷺ نے بیٹے کو مخاطب کرکے فرما دیا کہ تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے یعنی والدین محتاج ہوں تو وہ اولاد کا مال خرچ کر سکتے ہیں۔ یہ شرعاً اور قانوناً دونوں

---

(۱) الطبقات الکبریٰ، ج ۶، ص ۸، رقم: ۱۴۹۷

طرح جائز ہے۔ اور یہی فقہ کا اصول ہے کہ باپ بوقتِ حاجت ملکِ اولاد (یعنی جو چیزیں اولاد کی ملکیت میں ہیں) کا مالک بن سکتا ہے۔

علامہ قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۹۲ھ) لکھتے ہیں:

لِاَنَّ لَهٗ حَقَّ تَمَلُّكِ مَالِ الْاِبْنِ

کیوں کہ اسے مالِ فرزند کا مالک بننے کا حق حاصل ہے۔(۱)

اگر والدین حاجت مند نہ بھی ہوں تب بھی اولاد کا حق بنتا ہے کہ اپنے ہر خرچ میں والدین کو شامل رکھیں۔ یہی حکمِ قرآنی ہے۔

ہر خرچ میں والدین سے ابتداء کرنے کا حکم:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○

تم فرماؤ! جو کچھ نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر کے لیے ہو اور جو کچھ بھلائی کرو گے، بے شک اللہ (عزوجل) اس کو جانتا ہے۔(۲)

خلاصۂ آیت مع مفہومِ آیت:

بندہ جو خرچ کرے تو اپنے خرچ کی ابتداء والدین سے کرے۔ یعنی والدین اگر

(۱) فتاوی الخانیة، فصل فیما یجوزله التیمم، ج ۱ / ص ۲۷

(۲) سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۱۵

حاجت مند ہیں تو ان کی کفالت و دیکھ بھال پر خرچ کرنا سب سے افضل ہے۔ اور اگر والدین صاحب حیثیت ہوں تو پھر ہر خوشی وغمی کے موقع پر اپنے خرچ کی ابتداء انہیں سے کرے۔

والدین سے بھلائی کی وصیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا

اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کی (۱)

خلاصۂ آیت مع مفہوم آیت:

والدین کے ساتھ ہر صورت میں بھلائی کی وصیت خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ یعنی ان کا ہر جائز حکم ماننا لازم ہے۔ اگر چہ والدین مشرک ہوں اولاد ان کے حقوق ادا کرے گی۔

مذکورہ آیت سے والدین کے مقام و مرتبہ کو سمجھا جا سکتا ہے کہ خود مالک کائنات والدین کے لیے وصیت و تاکید فرما رہا ہے۔ مجھے اس موقع پر ایک واقعہ یاد آگیا جو ہمارے ماہنامہ کے میگزین میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ یہ میرے قلب و ذہن پر بڑا گہرا اثر کر گیا تھا وہ آپ کی خدمت میں اپنے الفاظ کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔

(واقعہ:۲) کیا والدین کی یہی قدر ہے؟

جو داستان میں آپ کو سنانے جا رہا ہوں یہ حقیقت پر مبنی ہے اور اس وقت کی ہے جب ٹیلی فون اور موبائل عام نہ تھا۔ ایک ماں کی ایک ہی اکلوتی بیٹی کے علاوہ کوئی اولاد نہیں

---

(۱) سورۃ العنکبوت، آیت: ۸

تھی، جب اس کی بیٹی جوان ہوئی تو ماں نے ایک کھاتے پیتے اور سماجی طور پر معزز نوجوان سے اُس کی شادی کردی۔ اور خود بھی انہیں کے ساتھ مقیم ہوگئی۔ ان کے یہاں ایک چاندی مُنّی پیدا ہوئی۔ منّی کیا ہوئی نانی کو گویا ایک کھلونا مل گیا، نواسی نانی کے ساتھ خوب ہل گئی، وقت گزرتا گیا اِدھر نواسی بڑی ہوتی جارہی تھی تو اُدھر نانی بڑھاپے کی طرف رواں دواں تھی۔ اب ننھی نواسی اتنی سنبھل گئی تھی کہ اپنے کپڑے وغیرہ خود تبدیل کرلیتی تھی۔ بیٹی نے سوچا ماں اب بوڑھی ہوچکی ہے، مہمان وغیرہ آتے ہیں تو ان میں یہ جچتی نہیں ہے، لہٰذا اُس نے ماں کو بوڑھوں کے خصوصی گھر یعنی اولڈ ہاؤس (OLD HOUSE) میں داخل کروادیا، ماں نے بہت احتجاج کیا، گھر میں اپنی ضرورت کا احساس دلایا، نواسی کی پرورش کا عذر کیا، مگر نانی کی ایک نہ چلی۔ نواسی کو بھی نانی سے پیار ہوگیا تھا، اُس نے بھی نانی کی بہت حمایت کی مگر اُس کی بھی کسی نے نہ سنی۔

جبکہ حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! سب سے زیادہ احسان کا مستحق کون ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری ماں اس، نے پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ فرمایا: تیری ماں۔ اس نے پھر پوچھا: پھر فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر پوچھا کہ پھر کون، ارشاد فرمایا: تیرے والد۔(۱)

یعنی احسان کرنے میں ماں کا مرتبہ باپ سے بھی تین درجہ بلند ہے۔ اِدھر یہ حدیث مبارک ہے اُدھر یہ داستان، مجھے تو تعجب تھا بیٹی پر، وہ ماں کو اولڈ ہاؤس بھیجنے کے لیے حیلے بہانے تلاش کرتی رہی کہ مکان میں تنگی ہورہی ہے، کوئی آتا ہے تو اچھا نہیں لگتا بوڑھے لوگوں کی جگہ

(۱) صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب من أحق الناس بحسن الصحبة، رقم: ۵۹۷۱

گھر نہیں اولڈ ہاؤس ہے۔ آپ بے فکر رہیں ہم وقتاً فوقتاً اولڈ ہاؤس ملنے آیا کریں گے، ہفتہ اتوار (دو دن) گھر پر بھی لایا کریں گے، بھلا اولڈ ہاؤس میں جانے سے کوئی رشتے بھی ٹوٹتے ہیں!

بیٹی کی پیار بھری چند لمحوں کی گفتگو نے ماں کو خاموش ہونے پر مجبور کردیا۔ اور یوں ماں نے نہ چاہتے ہوئے بھی بیٹی کی خوشی کے خاطر وہاں جانے کی حامی بھرلی۔ شروع شروع میں بیٹی نے ماں سے اولڈ ہاؤس جا کر ملاقاتیں بھی کیں مگر رفتہ رفتہ اس میں فاصلے بڑھتے گئے۔ اور بالآخر انتظار اس بے چاری بوڑھی ماں کا مقدر بن گیا۔ وہ بے چاری محبت بھرے لمبے لمبے خط تیار کرتی بیٹی اور نواسی کو پیار لکھتی مگر کوئی خاص فرق نہ پڑا۔

مگر ایک بار پھر بوڑھی ماں کی قسمت جاگ اٹھی۔ خط کا جواب آیا جس میں بیٹی نے لکھا کہ اب کی بار کرسمس کی اگلی رات میں آپ کو لینے آؤں گی اور ہم گھر چلیں گے۔ اس ماں کی خوشی کی انتہا نہ رہی، اُس نے اُون سے اپنی پیاری نواسی کیلئے سوئیٹر بنانا شروع کردیا تاکہ اُسے تحفے میں دے سکے۔ 24 دسمبر کی اس رات سخت برفباری کی شب تھی اس کی بیٹی نے اپنے وعدے کے مطابق آج اسے لینے کیلئے آنا تھا اس لئے وہ بڑے ارمان کے ساتھ اپنی نواسی کے لیے تحفۂ محبت لئے انتظار میں بلڈنگ کی بالکونی میں بیٹھی بے قراری کے ساتھ سڑک پر آنے جانے والی ہر گاڑی کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ اور دیکھ رہی تھی کہ میری بیٹی کی گاڑی کب آتی ہے!

اولڈ ہاؤس کی ایک خادمہ یہ منظر دیکھ رہی تھی اُس کو اس بوڑھی ماں کی بیقراری دیکھ کر بڑا ترس آرہا تھا اُس نے ہیٹر والے کمرے میں چلنے کیلئے بہت اصرار کیا مگر یہ بڑی بی نہ مانی۔ خادمہ نے ایک گرم شال لا کر اُسے اُڑھا دی اور ہمدردی کے ساتھ بار بار گرم مشروبات

اسے پیش کرتی رہی۔ بوڑھی ماں نے سخت سردی کے اندر ٹھٹھرتے ٹھٹھرتے اپنی بیٹی کے انتظار میں ساری رات جاگ کر گزار دی مگر بیٹی نے شاید نہ آنا تھا، سو وہ نہ آئی۔ اس شدید سردی کی وجہ سے اس بے چاری بوڑھی ماں کو سخت نمونیا ہو گیا، جو کہ سردی لگنے، کھانسی ہو جانے اور گلا خراب ہونے سے لاحق ہوتا ہے۔ یہ ایسا مرض ہے جس میں پھیپھڑے کے کسی حصے میں سوجن ہو جاتی ہے، جس سے وہاں ہوا نہیں جا سکتی اور مریض کو سانس لینے میں سخت تکلیف ہوتی ہے اور اس کا درجہ حرارت (یعنی بخار 105 ڈگری تک بڑھ جاتا ہے۔) بہر حال اس بیماری کی تاب نہ لاتے ہوئے اس بوڑھی ماں نے دم توڑ دیا۔

اس کی بیٹی کو خط کے ذریعے پیغام پہنچایا گیا۔ کچھ دن بعد وہ اپنی ماں کا سامان لینے اولڈ ہاؤس آئی تو اسے معلوم ہوا کہ ایک خادمہ نے اس کی ماں کی بہت خدمت کی ہے۔ اُس نے اس خادمہ کا بہت شکریہ ادا کیا کہ آپ نے بڑے نازک حالات میں میری بوڑھی ماں کی بہت خدمت کی ہے۔ خادمہ خاموش تھی کچھ کہنا چاہتی تھی مگر کہہ نہ سکی۔

چونکہ یہ خادمہ ابھی جوان تھی اور کافی خدمت گزار بھی تھی بڑھیا کی بیٹی نے چاہا کہ اسے اپنے گھر لے جانا چاہیے۔ تعجب ہو رہا ہے یہ لکھتے ہوئے بھی اگرچہ یہ داستان کا حصہ نہیں مگر ایک جملہ کہنا چاہتا ہوں۔ افسوس ہے ایسے لوگوں! ایسی قوم پر! جو بوڑھے والدین پر جوان خادمہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ جو کتوں کو تو گلے سے لگاتے ہیں مگر بوڑھے والدین کو جھاڑ دیتے ہیں۔ جن کے ہر کمرے میں ڈبل بیڈ ہوتا ہے مگر بوڑھے والدین کی ایک چارپائی نظروں میں کھٹک رہی ہوتی ہے۔

بہر حال اس نے خادمہ کو بہترین تنخواہ کا لالچ دیکر اُسے اپنے گھر خدمتگاری کے کام کاج کیلئے اپنے ساتھ چلنے کی آفر کی۔ تو اب خادمہ سے رہا نہ گیا اور اس نے اُسے چوٹ کرتے

ہوئے کہا: آپ کے گھر ضرور آؤں گی، مگر ابھی نہیں جس دن آپ کی بیٹی اور اس بوڑھی ماں کی نواسی آپ کو یہاں اولڈ ہاؤس میں چھوڑ جائیگی تو میں اُس کے ساتھ اُس کی خدمت کیلئے چلی جاؤں گی۔

یعنی خادمہ یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ میں ایسی عورت کی خدمت نہیں کر سکتی جو اپنی ماں کی خدمت کرنے کو تیار نہیں، ہاں میں اس بوڑھی عورت کی نواسی کی خدمت کے لیے تیار ہوں جسے اس کی جدائی کا احساس اور فرقت کا غم تھا۔

آج کے دور میں شاید ہی کوئی خوش قسمت اولاد ہو جن کو والدین کے دکھ درد، رنج و الم کا خیال ہو، جو خوش اسلوبی سے ان کی دیکھ بھال اور کفالت کی ذمہ داری کو پورا کرتی ہو اور ان کے حقوق و فرائض کو پورا کرنے کو آخرت کی نجات سمجھتی ہو۔ آیئے! اک مرتبہ پھر قرآن مجید و فرقان حمید کی طرف چلتے ہیں۔

والدین کا شکر گزار رہنے کی تاکید:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۝

(انسان کو چاہیے کہ) شکر کرے میرا اور اپنے ماں باپ کا، میری ہی طرف تجھے آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرا ایسے کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں بھلائی کے ساتھ ان کا ساتھ دے۔ (۱)

---

(۱) سورۃ لقمان، آیت: ۱۴/ ۱۵

خلاصۂ آیت مع مفہومِ آیت:

(۱) شکر کرو اللہ کا اور اپنے والدین کا (یعنی ایک ہی آیت میں ایک لفظِ شکر میں اپنے ساتھ والدین کے مقام کو بیان فرما دیا، اور دنیا کو یہ سمجھا دیا کہ جو والدین کا شکر گزار نہیں وہ رب کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا)

(۲) والدین کی کفر و شرک کی باتوں کو نہ مانے باقی سب جائز کاموں میں ان کی اطاعت واجب ہے۔ اور دنیاوی ہر معاملے میں ان کے ساتھ بھلائی کے ساتھ پیش آنا ہر معاملے میں ان کا ساتھ دینا یعنی ان کے حقوق ادا کرنا لازم ہے۔

یہی بات حدیث مبارک سے ثابت ہوتی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں جس زمانے میں قریش نے رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ کیا تھا میری ماں جو مشرکہ تھی میرے پاس آئی، میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میری ماں آئی ہے اور وہ اسلام کی طرف راغب ہے یا وہ اسلام سے اعراض کیے ہوئے ہے، کیا میں اس کے ساتھ سلوک کروں، ارشاد فرمایا اس کے ساتھ حُسنِ سلوک کرو۔(۱)

یعنی کافر و مشرک والدین کے ساتھ بھی حُسنِ سلوک کیا جائے۔ یہی اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کا خلاصہ و مفہوم ہے۔

(کہاوت:۱) کبھی بچے بھی اصلاح کا باعث بن جاتے ہیں:

بڑی مشہور ایک کہاوت ہے۔ ایک شخص اپنی زوجہ کی باتوں میں آ کر اپنے والد کو کہنے لگا: ابا جی! میں مجبور ہوں میں آپ کو اب اپنے گھر میں نہیں رکھ سکتا میں آپ کو تھوڑی دور الگ

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، رقم الحدیث:۳۱۸۳

جگہ چھوڑ آتا ہوں۔ کھانا وقت پر دے آیا کروں گا۔ اور یہ ایک کمبل رکھ لیں رات کو اوڑھنے کے کام آئے گا۔ جب بوڑھے آدمی کا پوتا گھر آیا تو اس نے دادا سے متعلق پوچھا کہ وہ کہاں گئے۔ والد نے جواب دیا کہ ان کو فلاں جگہ چھوڑ کر آیا ہوں اور اب وہ وہیں رہیں گے۔ پوتا فوراً اس جگہ گیا اور بڑے میاں سے آدھا کمبل کاٹ کر لے آیا۔

والد نے کہا: یہ تم نے کیا کیا؟ تمہارے دادا کے پاس صرف ایک ہی کمبل تھا، وہ بھی تم آدھا کاٹ کر لے آئے! بچے نے جواب دیا: یہ آدھا کمبل میں نے آپ کے لیے رکھا ہے۔ جب آپ بوڑھے ہو جائیں گے تو آپ کو دے دوں گا اور اسی جگہ چھوڑ کر آؤں گا۔

یہ الفاظ باپ کے دل پر اثر کر گئے اور وہ دوڑتا ہوا اپنے باپ کے پاس گیا اور اس سے اپنے رویے کی معافی مانگی اور ہمیشہ اپنے والد کی خدمت کرنے کے عزم کے ساتھ وہ انہیں دوبارہ گھر لے آیا۔

یعنی کبھی بچے بھی اصلاح کا باعث بن جاتے ہیں کیونکہ بچے جو گھر میں دیکھ رہے ہوتے ہیں، وہی سب کچھ ان کے دماغ میں محفوظ ہو رہا ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات بچے وہ بات کہہ جاتے ہیں یا وہ عمل کر جاتے ہیں کہ بڑے بڑوں کی عقل دنگ اور حیران رہ جاتی ہے۔

معذرت کے ساتھ مجھے یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ آج کل کے معاشرے میں یہی سب کچھ ہو رہا ہے۔ بیوی کی وجہ سے ماں باپ کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے۔ وہ لوگ یہ بھول جاتے ہیں ان کا ہم پر سب سے زیادہ حق ہے۔ انہوں نے پال پوس کے بڑا کیا۔ کیا آج ہم انہیں یہ صلہ دے رہے ہیں۔

یاد رکھیں! والدین کے احسانات کا بدلہ زندگی بھر کی خدمت سے بھی نہیں اتارا جا سکتا۔ جن کے والدین حیات ہیں ان کے پاس موقع غنیمت ہے۔

(کہاوت:۲) جیسی کرنی ویسی بھرنی:

کہتے ہیں ایک جوان اپنے بوڑھے باپ سے تنگ آ کر اس کو دریا میں پھینکنے گیا۔ باپ نے کہا: بیٹا! مجھے ذرا اور آگے گہرائی میں جا کر پھینکو۔ بیٹے نے کہا: یہاں کنارے پہ کیوں نہیں اور وہاں گہرائی میں کیوں؟ باپ نے جواب دیا: اس لئے کہ یہاں تو میں نے اپنے باپ کو پھینکا تھا۔ یہ سن کر بیٹا کانپ اٹھا کہ کل یہی انجام میرا ہوگا۔ وہ باپ کو گھر لے آیا اور اس کی خدمت شروع کر دی۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ عزوجل نے جو چیزیں تم پر حرام کر دیں ان میں سے ایک والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔(۱)

یہ بات ذہن سے نکال دیں کہ آج آپ اپنے ماں باپ کی نافرمانی کریں اور کل آپ کی اولاد آپ کی فرمانبردار ہو اور آپ کے لئے فتنہ، آزمائش اور جگ ہنسائی کا باعث نہ بنے۔

کانٹے بو کر گلاب کی توقُّع رکھنا بے کار ہے۔۔۔ خزاں کے موسم میں بہار کی اُمیدیں باندھنا نادانی ہے۔۔۔ بنجر زمینوں میں بیج بو کر نخلستانوں کے خواب دیکھنا حماقت ہے۔۔۔ اگر موتیے، چنبیلی اور گلاب کی پیوندکاری کریں گے تو یقیناً طرح طرح کی خوشبوؤں سے آپ کی زندگی مہک جائے گی، یہی قانونِ قدرت ہے۔ آج سے اپنے والدین کو پھولوں کی سیج پر بٹھائیں، ان کے احکام سر آنکھوں پر رکھیں، انھیں اُف تک نہ کہیں تاکہ کل آپ کی اولاد آپ کے سر پر عزت و وقار اور قدر دانی کا تاج پہنائے۔ یہ دنیا دارُالعمل ہے، آخرت دارُالجزاء ہے۔ دارالجزاء میں بدلہ پانے سے پہلے اس دنیا میں ہی بہترین جزا کے حقدار بن کر

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الإستقراض والدین، باب ما ینھی عن إضاعۃ المال، رقم: ۲٤۰۸

دکھائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول ﷺ کی شفاعت کے حقدار ٹھہریں۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو تمہاری اولاد تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے گی۔(۱)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: بے عقل اور شریر اور ناسمجھ جب طاقت وتوانائی حاصل کر لیتے ہیں تو بوڑھے باپ پر ہی زور آزمائی کرتے ہیں اور اس کے حکم کی خلاف ورزی اختیار کرتے ہیں جلد نظر آجائے گا کہ جب خود بوڑھے ہوں گے تو اپنے کئے ہوئے کی جزا اپنے ہاتھ سے چکھیں گے۔

(كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ)

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔(۲)

مجھے اس موقع پر وہ روایت یاد آرہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کہ تم لوگ منبر کے پاس حاضر ہو جاؤ ہم سب حاضر ہوئے جب حضور ﷺ منبر کے پہلے درجے پر چڑھے، فرمایا آمین جب دوسرے پر چڑھے، فرمایا آمین، جب تیسرے درجے پر چڑھے فرمایا آمین، جب حضور ﷺ منبر سے اُترے۔ ہم نے عرض کی۔ حضور ﷺ سے آج ایسی بات سنی کہ کبھی ایسی نہیں سنا کرتے تھے فرمایا کہ جبرئیل (علیہ السلام) میرے پاس آئے اور کہا کہ اسے رحمت الٰہی سے دوری ہو، جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی۔

---

(۱) المستدرك على الصحيحين، كتاب البر والصلة، باب بروا آباءكم تبركم ابناءكم برقم ۷۳٤٠

(۲) فتاوی رضویہ، ج ٢٤، ص ٤٢٤

اس پر میں نے آمین کہی، جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا اس شخص کے لیے رحمتِ الٰہی سے دوری ہو، جس کے سامنے حضور ﷺ کا ذکر ہوا اور وہ حضور ﷺ پر درود نہ پڑھے اس پر میں نے کہا آمین۔ جب تیسرے زینہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا کہ اس کے لیے دوری ہو جس کے ماں باپ میں سے دونوں یا ایک کو بڑھاپا آیا، اور انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا میں نے کہا آمین۔(۱)

(واقعہ:۳) خدمتِ والدین چٹانوں کو ہٹا دینے والا کام ہے:

حدیث پاک میں ہے کہ تین شخص کسی راستے سے گزر رہے تھے اچانک بارش شروع ہوگئی۔ انہوں نے پہاڑ کی ایک غار میں پناہ لی اچانک غار کے دہانے پر ایک چٹان آگری اور وہ لوگ غار میں قید ہو کر رہ گئے۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اپنے وہ نیک اعمال یاد کرو جنہیں تم نے اللہ عزوجل کی رضا کے لئے کیا تھا تو ان میں سے ایک نے کہا، اے اللہ عزوجل! میرے والدین بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب گھر واپس آتا تو دودھ دوہ کر اپنے بچوں سے پہلے اپنے والدین کو دودھ پلایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں چارے کی تلاش میں نکلا تو واپسی پر مجھے رات ہوگئی جب میں گھر آیا تو اپنے والدین کو سوتے ہوئے پایا۔ میں نے اپنے معمول کے مطابق دودھ دوہا اور اسے لے کر اپنے والدین کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ میں نے ان کو جگانا مناسب نہ سمجھا اور نہ ہی یہ مناسب سمجھا کہ میں اپنے والدین سے پہلے اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں۔ حالانکہ میرے بچے میرے قدموں میں رو رہے تھے۔ میرا اپنے والدین کے ساتھ یہ معاملہ طلوعِ فجر تک رہا۔ اے اللہ عزوجل! تو

(۱) المستدرک للحاکم، کتاب البر والصلۃ، باب لعن اللہ العاق لوالدیہ...الخ، الحدیث: ۷۳۳۸